

247586- گناہ کے لیے حرام تعاون جانے کا اصول اور رضا بطہ

## سوال

ایک سماجی کارکن ہے جو میرے خاندان کی صحت اور دیگر ضروریات سے متعلق معاملات میں مدد کرتا ہے، اور بعض اوقات وہ ہمیں ہماری لگی میں ہمارے گھر کی مخصوص پارکنگ کی جگہ میں گاڑی کھڑی کرنے کے لیے گزارش کر دیتا ہے تاکہ ہمارے گھر کے قریب جی منطقہ ہونے والے آسٹریلوی رگبی مچہ دیکھ سکے، کیونکہ اس وقت جگہ جگہ بجوم ہوتا ہے، اور گاڑیاں کھڑی کرنے کی جگہ نہیں ہوتی، اور ان میں کھلاڑیوں کا لباس ران کو نہیں ڈھانپتا، اس کے علاوہ چیزیں لینگ اسکو اڑکی موجودگی، موسمیتی، شراب نوشی، اور مخلوط ماہوں کی شکل میں کئی غیر شرعی امور ہوتے ہیں، اور مجھے لگتا ہے کہ اسے پارکنگ میں گاڑی کھڑی کرنے کی اجازت دینے سے گناہ کرنے میں مدد کر رہا ہوں، اور میں اس کی درخواست کو مسترد کرتے ہوئے بچپناہ ہوں کیونکہ اس نے پہلے ہماری مدد کی تھی، اور میرا اس سے تعلق پیشہ و رانہ ہے۔ تو اب میں نے سوچا ہے کہ اسے گاڑی پارک نہ کرنے دوں۔ تو اس صورت حال میں کیا طریقہ کار بہترین ہو سکتا ہے؟

### میرا دوسرا سوال:

اس کا تعلق میرے رشتہ داروں میں سے ایک نوجوان سے ہے جو پڑھنی کے لیے سودی قرض لینا چاہتا ہے، اور اگر وہ قرض ایک سال کے اندر واپس نہیں کرتا تو اسے سودا دا کرنا پڑے گا۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ وقت پر قرض واپس کرنے کے قابل ہو گا یا نہیں۔ لیکن غالب امکان ہے کہ وہ اونہیں کر سکے گا۔

اور اگر کوئی سودی قرض کے ذریعے تعلیم حاصل کر رہا ہے، تو کیا میں اسے اپنا کمپیوٹر پڑھنے کے لیے دوں یا نہ دوں؟ کیا اس صورت حال میں اس اصول پر عمل کیا جائے گا کہ: یقینی چیز لے لو اور جہاں شک ہو اس سے بچ جاؤ۔ لیکن اس اصول پر عمل کرنے سے ہمارے درمیان تصادم ہو سکتا ہے!

## پسندیدہ جواب

اول:

گناہ کے کام میں تعاون کرنا حرام ہے، کیونکہ فرمان پاری تعالیٰ ہے:

– وَتَحَاوُلُوا عَلَى الْبَرِّ وَالسَّمُونِي وَلَا تَحَاوُلُوا عَلَى الْأَثْمِ وَلَا تَنْدِوانَ وَلَا تَشْتَوِي اللَّهَ إِلَيْكُمْ اللَّهُ شَهِيدٌ بِمَا يَعْلَمُ –

ترجمہ: نہکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو، برائی اور زیادتی کے کاموں میں تعاون مت کرو، تقویٰ الٰہی ایسا ہو؛ یقیناً اللہ تعالیٰ سخت سزا دے سے والا ہے۔ [النادہ: 2]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (جس شخص نے بدایت کی دعوت دی اسے اس بدایت کی پیروی کرنے والوں کے اجر کے برابر اجلے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس شخص نے کسی مگر ابھی کی دعوت دی، اس پر اس کی پیروی کرنے والوں کے پر ابگناہ (کا بوجھ) ہو گا اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی)۔ صحیح مسلم: (4831)

اس کے علاوہ اور جی بست سے دلائل میں جی میں گناہ پر تعاون کرنے والے کے لیے گناہ ثابت ہے، مثلاً: سود لکھنے والے اور دونوں گواہوں پر لعنت کی گئی ہے، اسی طرح شراب اٹھانے والے اور اسے بنانے والے پر لعنت کی گئی ہے۔۔۔

ہر قسم کا تعاون حرام نہیں ہے، بلکہ وہ تعاون حرام ہے جس میں تعاون کا مقصد حرام کام کے لیے سولت کاری ہو، پاپراہ راست مدد ہو مثلاً: شراب اٹھا کر دینا، یا سود لکھنا وغیرہ۔

لیکن ایسا تعاون جس کا تعلق دور کا بنتا ہو، اور ساتھ ہی تعاون کا مقصد برائی کے لیے تعاون بھی نہ ہو تو ایسا تعاون بھی حرام ہو تو لوگ بہت ہی تنگی میں پڑ جائیں گے۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ : یہ بات مسلمہ ہے کہ کافروں کے ساتھ خرید و فروخت، قرض لینا اور چیز گروی رکھنا جائز ہے۔ اس کے جواز کی دلیل صحیح احادیث میں ثابت ہے؛ حالانکہ اس میں بھی کافروں کے ساتھ تعاون موجود ہے لیکن یہ تعاون دور کا ہے کہ خرید و فروخت سے کافر کو فائدہ ہو گا اور کافر مالی طور پر مستحکم ہو گا، تو یہ کافر اسی دولت کو سود وغیرہ میں استعمال کرے گا۔ اس دور کے تعاون کے باوجود بھی شریعت نے اس کی طرف التفات بھی نہیں کیا۔

ڈاکٹر ولید منیسی جو کہ امریکہ میں اسلامی فقہا کو نسل کے رکن ہیں وہ کہتے ہیں :

"1428 ہجری بھریں میں منعقد ہونے والے پانچویں اجلاس میں اسلامی فقہا کو نسل امریکہ، کے ارکان کے درمیان گناہ اور زیادتی میں مذکرنے کے رہنماء اصولوں کا موضوع ایک طویل مبحث و مباحثہ کا موضوع تھا۔

اس طویل مباحثے اور مناقشے کا خلاصہ اور نتیجہ یہ ہے کہ : گناہ اور زیادتی میں مذکرنے کی چار قسمیں بنتی ہیں :

1. براہ راست اور جان بوجھ کر مدد، جیسے کوئی شخص کسی کو شراب نوشی میں مذکرنے کی نیت سے شراب دے۔

2. براہ راست لیکن ارادہ معاونت کا نہ ہو، جیسے کہ ایسی حرام چیزیں فروخت کرنا جن کا جائز استعمال نہیں ہوتا، بشرطیکہ انہیں فروخت کرتے ہوئے ان کے حرام استعمال میں اعانت کی نیت نہ ہو۔

3. تعاون کا ارادہ تو ہو لیکن بالواسطہ ہو، جیسے کوئی شخص کسی کو شراب خریدنے کے لیے سوت کاری فراہم کرنا بھی شامل ہے۔

4. بالواسطہ اور غیر ارادی تعاون، جیسے کوئی شخص ایسی چیز فروخت کرتا ہے جس کو حلال اور حرام دونوں مقاصد میں استعمال کیا جاسکتا ہے، لیکن وہ فروخت کرتے ہوئے حرام مقاصد میں تعاون کی نیت سے نہیں فروخت کر رہا۔ بالکل اسی طرح ایک شخص نے کسی کو رقم دے دی اس کا یہ مقصد نہیں تھا کہ اس سے شراب خریدے، لیکن رقم وصول کرنے والا شراب خرید لیتا ہے تو رقم دینے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے، جب تک حرام کام کے لیے تعاون کی نیت نہیں کرتا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

اسی چوتھی قسم میں یہ بھی شامل ہے کہ : مشرکوں اور فاسقین مسلمانوں کے ساتھ خرید و فروخت اور کرایہ پر چیزیں دینا اور ان پر صدقہ کرنا بھی شامل ہے۔

کو نسل کا یہ فیصلہ تھا کہ پہلی تین قسمیں حرام ہیں اور چوتھی قسم مباح ہے یعنی اس میں گناہ کے لیے تعاون بالواسطہ ہے اور گناہ کے لیے تعاون کی نیت میں نہیں ہے۔ "ختم شد

اس چوتھی قسم سے یہ صورت مستثنی ہو گی کہ جب یقین ہو یا غالب گمان ہو کہ جس کی مدد کی جا رہی ہے وہ حلال چیز کو حرام میں استعمال کرے گا، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ بہت سے اہل علم نے انگور کسی ایسے شخص کو فروخت کرنا حرام قرار دیا ہے جو اس سے شراب بنائے، اسی طرح خراب حالات میں اسلحہ فروخت کرنا حرام ہے، حالانکہ انگور اور اسلحہ دونوں ہی حلال اور حرام دونوں طرح استعمال کیے جاسکتے ہیں۔

اسی لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"کوئی بھی ایسا بابس جس کے بارے میں غالب گمان ہو کہ اسے نافرمانی کے کاموں میں استعمال کیا جائے گا تو اسے ایسے شخص کو نہ فروخت کرنا جائز ہے اور نہ ہی اس کی سلامی کرنا جائز ہے جو اسے نافرمانی یا ظلم کے لیے استعمال کرے۔۔۔ یہی حکم ایسی چیز کے بارے میں ہے جس کا اصل حکم توباح ہے لیکن اسے علم ہو گیا ہے کہ وہ اسے نافرمانی کے لیے استعمال

کرے گا۔ "نتم شد

"شرح الحمدہ" (4/386)

آپ کے سوال کو دیکھنے ہیں تو اس سماجی کارکن کے ساتھ براہ راست تعاون یا قریب ترین تعاون اس شکل میں ہوتا جب اسے کوئی اپنی گاڑی سے مج کی جگہ پہنچتا، یا مج کی انٹری ٹکٹ کاٹ کر دیتا یا اسی طرح کا کوئی کام کرتا تو تب منوٹ تعاون ہوتا۔

جبکہ محض گاڑی کھڑی کرنے کی اجازت دینا تو اس کا تعلق گناہ کے کام سے دور کا ہے، پھر گاڑی کھڑی کرنے کی اجازت دینے اور گناہ کے کام میں کوئی تلازم بھی نہیں ہے؛ کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ گاڑی کھڑی کر کے وہ مج دیکھنے جائے بھی نہ، اور اگر جائے بھی سی تو ستر پر نظر پڑنا، یا حرام مخلوط ماحول جیسا کوئی حرام کام اس سے سر زد نہ ہو۔

تو بیادی طور پر یہاں نافرمانی کے لیے جانا، اور کسی مباح کام کے لیے جانا کہ اس کے ساتھ نافرمانی کا کام ہونے کا بھی امکان ہوان دو نوں میں فرق کرنا پا جائیے۔ فضنا کے کرام نے بھی ان میں فرق کیا ہے، چنانچہ ایک شخص گھر میں خانہ بنانے کے لیے کرانے پر لیتا ہے، اور ایک شخص شرعاً مباح رہائش کے لیے لیتا ہے لیکن دوران رہائش شراب بھی پیے گا، تو ان دو نوں میں سے پہلا عمل ناجائز ہے جبکہ دوسرا جائز ہے۔

یہاں یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ براہ راست اور بالواسطہ تعاون میں اسی طرح قریبی اور دور کے تعاون میں تفریق کرتے ہوئے اختلاف رائے پیدا ہو جائے کہ کسی کے ہاں تعاون قریبی ہو اور کسی کے ہاں دور کا تو اس حوالے سے نقیہ آدمی درست موقف اپنانے کی کوشش کرے اور فضنا کے کرام کی ذکر کردہ مثالوں سے رہنمائی حاصل کرے۔

یہاں خلاصہ کلام یہ ہے کہ :

اس سماجی کارکن کو اپنی گاڑی آپ کی پارکنگ میں کھڑی کرنے کی اجازت دینا گناہ کے لیے براہ راست تعاون یا قریبی تعاون میں نہیں آتا، یہاں گناہ سے مراد مج کی جگہ پر ستر پر نظر پڑنا، یا گانے سنتنا یا اس کے علاوہ گراونڈ میں پائی جانے والے غیر شرعی امور ہیں۔ یہاں اگر تعاون ہے تو اس سماجی کارکن کے ساتھ ہے، اور اس تعاون کی نظیر اسے کھانا، پینا اور لباس فروخت کرنے کی ہے، اسے یہ چیزیں فروخت کرنا اس وجہ سے بھی حرام نہیں ہو سکتا کہ انہیں استعمال کر کے قوت حاصل کرے گا، یا اس کی صحت برقرار رہے گی اور وہ نافرمانی والا کام کر سکے گا؛ کیونکہ یہ دور کا غیر مقصود تعاون ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے پہلے ملاحظہ کیا کہ شریعت نے کافر کے ساتھ تجارتی لین دین کو جائز قرار دیا ہے۔

دوم :

آپ نے اپنے رشتہ دار کو انٹری ٹیسٹ اپنے کمپیوٹر پر دینے دیا، اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ اس نے سودی قرض کے ذریعے تعلیم حاصل کرنا شروع کی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی تعلیم بذات خود جائز ہے، اور آپ اسے تعلیم کے لیے تعاون پیش کر رہے ہیں، قرض حاصل کرنے کے لیے نہیں!

ہاں آپ کا کمپیوٹر سودی قرض کے حصول کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں ہو گا؛ کیونکہ اس میں سودی لین دین کے لیے تعاون ہے جو کہ گناہ ہے۔

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ اگر کوئی شخص سودی قرض لے تو یہ رقم اس کی ملکیت میں شامل ہو جاتی ہے اگرچہ اسے گناہ ہو گا، لہذا اس سودی رقم کو کھانے، پینے، رہائش، اور پڑھانی وغیرہ میں استعمال کرنا جائز ہے، اس پر اس سودی رقم سے چھٹکارا حاصل کرنا لازم نہیں ہے۔

لہذا آپ کے اس رشتہ دار کی مباح تعلیم کے لیے تعاون کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوم :

اس وقت قرض حسنہ لینا حرام ہو گا جب ادا نگی میں تاخیر کی صورت پر جرمانہ عائد کیا جائے؛ کیونکہ اس میں سود تسلیم کرنا لازم آتا ہے اور عمل اسود میں ملوث ہونے کا احتمال ہے۔

چنانچہ رابط عالم اسلامی کے تحت اسلامی فقہ کو نسل کی کم میں منعقد ہونے والے 8 ویں اجلاس کی قرارداد میں ہے کہ :

"جب قرض خواہ مقرر و مفروض پر شرط لگائے، یا اس پر لازم قرار دے کہ اگر ادا نیگی کے دو طرف متفقہ وقت سے تا نیز ہو تو اس پر مقررہ رقم یا تابع میں جرمانہ ہو گا تو یہ شرط لگانا یا لازم قرار دینا باطل ہے۔ اسے پورا کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ جائز ہی نہیں ہے چاہے یہ شرط بینک کی جانب سے لکائی جائے یا کوئی اور لگائے؛ کیونکہ یہ بعینہ وہی سود ہے جس کی حرمت قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے۔" ختم شد

واللہ اعلم